JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(1), 45 -54

بلوچستان میں نظام قضاء و تحکیم

Islamic Law in Baluchistan Judiciary System

Niaz Muhammad
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Dr. Sahibzada Baz Muhammad
X Chairman, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Keywords
Islamic law, Baluchistan, officially introduced, established in Kalat, Judiciary System

Niaz Muhammad and Dr. Sahibzada Baz Muhammad (2022). Islamic Law in Baluchistan Judiciary System, *JQSS Journal of Quranic and Social Studies*, 2(1), 45-54.

Abstract: *The Department of Islamic law was established In Baluchistan absent during the reign of the rightly guided caliphs. After the disintegration of abased, it remained under the control of the Islamic caliphate. Baluchistan become an independent of state but Mehmood Ghaznavi included it in his empire during the reign. The Baloch government was established in Kalat in 1530 A.D. As Muslim they turned to shariah for solution their problems. First, in 1866 Khan Ahmed Yar Khan officially introduced the judiciary in Baluchistan which proved to be beacon for all latter Baloch rulers. In the meantime, due to the intervention of the British, although this chain was slightly weakened, but until 1933. Khan Ahmed Yar Khan ii tried to implement a complete sharia system In Baluchistan. The book "Moheen ul Qazat wal Muftiyyan" compiled by Allama Shams ul Haq Afghani is a happy line of this series.*

Corresponding Author: Email: niazhassni7@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited

ابتدائیہ:

بلوچستان میں محکمہ قضاء تقریباً خلفائے راشدین ہی کے دور میں قائم ہوا۔ خلافت اسلامیہ کے انتشار کے بعد بلوچستان آزاد ریاست بن گیا لیکن محمود غزنوی نے اپنے دور میں اسے اپنی سطنت میں شامل کر دیا1530 عیسوی میں قلات میں بلوچوں کی حکومت قائم ہوئی بحیثیت مسلمان بلوچ اپنے مسائل حل کروانے کے لئے خود شرع انور کی طرف رجوع کرتے۔ سب سے پہلے 1666ء میں خان احمد یار خان نے بلوچستان میں سرکاری طور پر نظام قضاء نافذ کیا جو بعد کے تمام بلوچ حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی درمیان میں انگریز مداخلت کی وجہ سے گو کہ یہ سلسلہ ذرا کمزور ہوا لیکن 1933 میں خان احمد یار خان ثانی انگریزی مداخلت کے باوجود بلوچستان میں مکمل شرعی نظام نافذ کرنے کے لئے کوشاں رہا علامہ شمس الحق افغانی کی تالیف لطیف "معین القضاۃ والمفتیین" اسی سلسلہ مبارکہ کی ایک کڑی ہے۔

قضاء کی اہمیت:

اسلام ایک بین الاقوامی دین ہے، جو تمام اقوام عالم کے انسانوں کی دنیوی اوراخروی کامیابیوں کا ضامن ہے۔ انسانی کامیابی کا پہلا زینہ خوشحالی ہے جو نظام عدل وانصاف کے ساتھ مربوط ہے اس کے بغیر نہ صرف مشکل، بلکہ ناممکن ہے۔

اس لیے اللہ رب العالمین نے اسلامی معاشرہ اور اسلامی ریاست کے نقطہ کامیابی کو ہی عدل وانصاف پر قائم فرمایا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

(لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ)([1])

ہم نے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اورانصاف کرنے (کے حکم) کو نازل کیا، تاکہ لوگ (حقوق اللہ اور حقوق العباد میں) اعتدال پر قائم رہیں۔

علامہ علاء الدین طرابلسی فرماتے ہیں:

"والواجب تعظيم هذا المنصب ومعرفة مكانته من الدين، فبه بعث الرسل، وبالقيام به قامت السموات والأرض، وجعله النبي-عليه الصلاة والسلام- من النعم التي يباح الحسد عليها. فقد جاء من حديث ابن مسعود عنه-عليه الصلاة والسلام- «لا حسد إلا في اثنتين: رجل آتاه الله مالا فسلطه على هلكته في الحق، ورجل آتاه الله الحكمة فهو يقضي بها ويعمل بها». وجاء من حديث عائشة -رضي الله عنها- أنه -عليه الصلاة والسلام- قال: «هل تدرون من السابقون إلى ظل الله يوم القيامة؟ قالوا: الله أعلم ورسوله، قال: الذين إذا أعطوا الحق قبلوه، وإذا سئلوه بذلوه، وإذا حكموا للمسلمين حكموا كحكمهم لأنفسهم.»([2]) وفي الحديث الصحيح «سبعة يظلهم الله تحت ظل عرشه» الحديث، فبدأ بالإمام العادل. وقال -صلى الله عليه وسلم- «المقسطون على منابر من نور يوم القيامة على يمين الرحمن، كلتا يديه يمين» وقال عبد الله بن مسعود: لأن أقضي يوما أحب إلي من عبادة سبعين سنة.([3])

ترجمہ: اس عظیم مرتبہ کی تکریم اور اس کی پہچان و معرفت انسانیت پر واجب ہے۔ پیغمبروں کی بعثت کا مقصد ہی عدل فراہم کرنا ہے۔ اس اہم فریضہ کی انجام دہی ہی سے نظام عالم قائم ودائم ہے۔ اس عہدے کو پیغمبر اسلام ﷺ نے ان نعمتوں میں شمار کیا ہے جن پر حسد کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "حسد جائز نہیں ہے مگر دو چیزیں ایسی ہیں جن میں حسد کیا جاسکتا ہے: ایک اس شخص کے ساتھ جس کو اللہ تعالی نے مال دیا ہو اور وہ اس مال کو وہاں صرف کرتا ہے جہاں اس کے صرف کرنے کا حق ہے۔ دوسرے اس شخص کے ساتھ جسے اللہ تعالی نے علم عطا کیا ہو اور وہ اس کے مطابق لوگوں کے

معاملات کا تصفیہ کر کے انصاف پہنچاتا ہے اور خود بھی اس پر عمل کرتا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن عرش الٰہی کی طرف سبقت لے جانے والے لوگ کون ہوں گے ؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے کہ اگر انہیں ان کا حق مل جائے تو قبول کر لیتے ہیں جب مانگا جائے تو دیدیتے ہیں اور لوگوں کے لیے وہی فیصلہ کرتے ہیں جو اپنے لیے کرتے ہیں۔ اور حدیث صحیح میں ہے: "سات اشخاص کو اللہ تعالی اپنی عرش کے سایہ میں اس دن رکھے گا جس دن اس سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا" ان سات اشخاص کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اول امام عادل کا ذکر فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: "انصاف اور عدل کرنے والے حاکم اور قاضی قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے جو رحمان کی داہنی جانب قائم ہوں گے اور رحمان کے دونوں جانب داہنی یہ ہے۔" حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا فرمان ہے: ایک دن کا فیصلہ کرنا مجھے 70 سالوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے۔

قضاء اور تحکیم کی اہمیت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا خشت اول آنحضرت ﷺ نے خود رکھا ہے یعنی آپ ﷺ خود فیصلہ فرماتے تھے، اور صحابہ کرامؓ کو بھی مختلف علاقوں میں قاضی مقرر فرماتے جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے:

أما جواز القبول، فلأن الأنبياء والمرسلين، صلوات الله عليهم أجمعين قضوا بين الأمم بأنفسهم، وقلدوا غيرهم وأمروا بذلك، فقد بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم معاذا رضي الله عنه إلى اليمن قاضيا، وبعث عتاب بن أسيد رضي الله عنه إلى مكة قاضيا، وقلد النبي عليه الصلاة والسلام كثيرا من أصحابه رضي الله تعالى عنهم الأعمال، وبعثهم إليها، وكذا الخلفاء الراشدون قضوا بأنفسهم، وقلدوا غيرهم، فقلد سيدنا عمر رضي الله عنه شريحا القضاء، وقرره سيدنا عثمان، وسيدنا علي رضي الله عنهما. ([4])

ترجمہ: قضاء میں داخل ہونے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ انبیاء اور مرسلین صلوات اللہ علیہم أجمعین نے اپنی اپنی امتوں میں خود قضاء کے کام انجام دیئے اور دوسروں کو یہ ذمہ داری سپرد کی اور اس کا حکم فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں قاضی مقرر فرمایا اور دیگر بہت سے صحابہ کرامؓ کو یہ ذمہ داری سپرد کی۔ اسی طرح خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم یہ فریضہ خود بھی انجام دیتے رہے اور دوسروں کو بھی قاضی مقرر فرماتے رہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت شریح رحمہ اللہ کو قاضی مقرر فرمایا۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے انہیں اس عہدے پر بحال رکھا۔

بلوچستان میں محکمہ قضاء خلفائے راشدین کے دور میں قائم ہوا

بلوچستان میں محکمہ قضاء تقریبا خلفائے راشدین ہی کے دور میں قائم ہوا صحابہ کرامؓ کسی بھی علاقے کو فتح کرنے کے بعد عدل و انصاف کو برقرار رکھنے کے لیے قاضیوں کو مقرر فرماتے، بلوچستان کو فاروقی دور میں صحابہ اکرام کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص کو پندرہ ہجری میں بحرین اور عمان کا گورنر مقرر فرمایا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی مغیرہ بن ابی العاص کو لشکر دے کر دیبل کے نواحی علاقوں کی طرف روانہ کیا جہاں ان کا سامنا دشمن سے ہوا اور مڈبھیڑ کے بعد حضرت مغیرہ فتح مند واپس ہوئے۔ اسی طرح ایک لشکر آپ نے تھانہ کی طرف بھیج دیا، لشکر کی واپسی پر حضرت عثمان بن ابی العاص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر لشکر کی کارگزاری سنائی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مشہور جملہ کہا جو اب تک زبان زد عام ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے ثقیف کے بھائی تم نے ایک کیڑے کو لکڑی پر اٹھایا ہے۔ مجھے اللہ کی قسم اگر انہیں کچھ ہوتا تو میں تمہاری قوم سے اتنا ہی وصول کرتا"۔

احمد بن یحی البلاذری لکھتے ہیں:

ولی عُمَر بْن الخطاب رضی الله عنه عُثْمَان بْن أَبِي العاصي الثقفي البحرين وعمان سنة خمس عشرة فوجه أخاه الحكم إِلَى البحرين ومضى إِلَى عمان فأقطع جيشا إِلَى تانه، فلما رجع الجيش كتب إِلَى عُمَر يعلمه ذلك، فكتب إليه عُمَر: يا أخا ثقيف حملت دوداعَلَى عود إني أحلف بالله لو أصيبوا الأخذت من قومك مثلهم. ([5])

عثمانی دور میں یہ سلسلہ حکیم بن جبلہ کی رپورٹ کی وجہ سے موقوف ہوا جو انہوں نے یہاں کے حالات کو قریب سے دیکھ کر امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے مختصر لیکن پر مغز پیرائے میں بیان فرمایا کہ: **"ماؤها وشل وثمرها دفل ولصها بطل، إن قل الجيش فيها ضاعوا، وإن كثروا جاعوا."** ([6]) یعنی "پانی اس کا شور ہے، پل اس کا بے مزہ ہے اور دشمن دلیر ہے، اگر لشکر کم ہو تو مارا جائے گا اور اگر زیادہ ہو تو بھوک سے مر جائے گا" یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **"أخابر أم ساجع"** تم خبر دے رہے ہو یا سجع بندی کر رہے ہو؟ حکیم بن جبلہ نے عرض کیا سچ مچ خبر دے رہا ہوں کوئی سجع بندی نہیں کر رہا۔ پوری صورتحال واضح فرمایا کہ سجع بندی نہیں کی اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کے دور خلافت میں حارث بن مرہ عابدی کی سرپرستی میں ایک لشکر بھیجا گیا جو کامیاب و کامران واپس ہوا لیکن دوسری دفعہ سن 42 ہجری میں اپنے ساتھیوں سمیت قلات میں شہید ہوا۔

قلات کے گھوڑے شام میں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں پہلے مہلب بن ابی صفرہ کی سربراہی میں جہاد ہوا دشمن کے مقابلے میں فتح ہوا لیکن قلات فتح نہیں ہوا اس کے بعد عبداللہ بن سوار عبدی کو بھیجا گیا آپ نے قلات فتح کیا بہت سارا مال غنیمت بھی ہاتھ لگ گیا حتی کہ قلات کے گھوڑے بطور ہدیہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام میں پیش کیا گیا، خود عبداللہ بن سوار قلات میں ہی رہائش پذیر ہو گئے۔ اس کے علاوہ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں صحابہ کرام تشریف لائے حکیم بن جبلہ کی سربراہی میں مکران فتح ہوا مجاعہ بن سہم تمیمی نے گندا وہ فتح کیا، حجاج بن یوسف نے محمد بن ہارون مری کو مکران کا عامل اور قاضی مقرر کیا، محمد بن ہارون مری کے بارے میں صاحب **"تحفۃ الکرام"** نے لکھا ہے:

"وارسل الحجاج بن يوسف الثقفي محمد بن هارون الى مكران ليقوم بأمور الهند والسند، ويقرع العلافين الذين عاثوا في البلاد، وتغلبوا على نواحيها، فقاتلهم محمد بن هارون، وقبض على مكران ونواحيها، ولما سار محمد بن القاسم بعسكره، ووصل الى مكران أشخصه بأمر الحجاج معه، وانه كان مريضا. ولما بلغ الى "بار" من بيله مات محمد بن هارون، ودفن هناك، وكان له وخمسون ابنا من سبع زوجات. ودونك أسمائهم واسماء أمهاتهم: عيسى، مهران، حجاز، سهتك، بهرام، رستم، جلال الاول، وأمهم حميراء. فريد، جمال، رادو، بهلول، شهاب، نظام، جلال الثاني. مريد، وأمهم مريم. جلال الثالث، وأمه عائشة. ادم، كمال، احمد، حماد، سعيد، مسعود وأمهم مدي. شير، كوه، بلند، كرك، نور الدين، حسن، حسين، سليمان، ابراهيم وأمهم فاطمة. عالم، علي، تيركش، بهادر، تيغ زن، مبارك، ترك، طلحة، عربي، شيراز، تاج الدين، تخت كير، كلستان برك وامهم حوا". ([7])

ترجمہ: محمد بن ہارون کو حجاج بن یوسف نے مکران کی طرف بھیجا تاکہ وہ وہاں رہ کر ہند و سندھ کے امور کی دیکھ بھال کرے اور ان سرکشوں کی گوشمالی کرے جنہوں نے مکران کے اطراف پر اپنے قبضہ جمائے ہیں محمد بن ہارون نے مکران جا کر ان کے خلاف جہاد کیا اور بالآخر ان پر فتح حاصل کی محمد بن قاسم حجاج بن یوسف کا پیغام لے کر اپنے لشکر کے ساتھ مکران پہنچا محمد بن ہارون ان دنوں بیمار تھے اور جب وہ بیلہ کے قریب پہنچا تو محمد بن ہارون کا انتقال ہوا اور وہیں دفن کیے گئے ان کے سات بیویوں

سے پچاس لڑکے تھے ان کے نام اور ان کی ماؤں کے نام درج ذیل ہیں: عیسی، مہران، حجاز، سہتک، بہرام، رستم، اور جلال اول، ان کی ماں کا نام حمیراء ہے، فرید، جمال، رادو، بہلول، شہاب، نظام، جلال ثانی، اور مرید، ان کی ماں کا نام مریم ہے، جلال ثالث، ان کی ماں کا نام عائشہ ہے، ادم، کمال، احمد، حماد، سعید، مسعود ان کی ماں کا نام مدی ہے، شیر، کوہ، بلند، کرک، نورالدین، حسن، حسین، سلیمان، ابراہیم ان کی ماں کا نام فاطمہ ہے، عالم، علي، تیر کش، بھادر، تیغ زن، مبارک، ترک، طلحہ، عربی، شیراز، تاج الدین، تخت گیر، گلستان برگ ان کی ماں کا نام حوا ہے۔

48 ہجری میں سنان بن سلمہ ہذلی نے گنداوہ کو مستقل طور پر دارالامارۃ قرار دیا اور مسائل کو شرع انور کی روشنی میں حل کروانے کے لیے ایک دارالقضاء بھی قائم کیا۔8 حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں حضرت سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے خضدار فتح کیا اور نظام قضاء نافذ کیا ہے اسی زمانے سے آج تک بلوچستان میں کبھی کلی طور پر اور کبھی جزوی طور پر نظام قضاء نافذ رہا ہے۔

بلوچستان میں نفاذ قضاء کے برکات

واضح رہے بلوچستان ایک عرصے تک ہندوسندھ کا حصہ رہا ہے اور یہ سب 227 ہجری تک خلافت اسلامیہ کے ماتحت رہے ہیں 227 ہجری میں خلیفہ معتصم باللہ کے انتقال کے بعد جہاں خلافت عباسیہ انتشار کا شکار ہوئی وہاں ہندوسندھ میں کئی خود مختار اسلامی ریاستیں وجود میں آئیں۔ ان میں بلوچستان کے آزاد ریاستیں بھی شامل ہیں لیکن اس دور کے حکمران خود اسلامی قوانین پر سختی سے عمل کرتے تھے اور عوام پر بھی نافذ کرتے تھے گویا حدود شرعیہ سب کے لیے یکساں تھے نظام قضاء نافذ ہونے کی وجہ سے جرائم نہ ہونے کے برابر تھے حتیٰ کہ کسی کے حاشیہ خیال میں بھی اسلامی حدود سے تجاوز نہیں آتا تھا۔ خضدار بلوچستان کے اسی زمانے کا ایک واقعہ علامہ حموی نے لکھا ہے:

وفي كتاب أبي علي التنوخي: حدثني أبو الحسن علي بن لطيف المتكلم على مذهب أبي هاشم قال: كنت مجتازا بناحية قزدار مما يلي سجستان ومكران وكان يسكنها الخليفة من الخوارج وهي بلدهم ودارهم فانتهيت إلى قرية لهم وأنا عليل فرأيت قراح بطّيخ فابتعت واحدة فأكلتها فحممت في الحال ونمت بقيّة يومي وليلتي في قراح البطيخ ما عرض لي أحد بسوء، وكنت قبل ذلك دخلت القرية فرأيت خيّاطا شيخا في مسجد فسلّمت إليه رزمة ثيابي وقلت: تحفظها لي؟ فقال: دعها في المحراب، فتركتها ومضيت إلى القراح، فلما أتيت من الغد عدت إلى المسجد فوجدته مفتوحا ولم أر الخيّاط ووجدت الرزمة بشدّها في المحراب، فقلت: ما أجهل هذا الخيّاط! ترك ثيابي وحدها وخرج، ولم أشّك في أنه قد حملها بالليل إلى بيته وردّها من الغد إلى المسجد، فجلست أفتحها وأخرج شيئا شيئا منها فإذا أنا بالخياط فقلت له: كيف خلّفت ثيابي؟ فقال: أفقدت منها شيئا؟ قلت: لا، قال: فما سؤالك؟ قلت: أحببت أن أعلم، فقال: تركتها البارحة في موضعها ومضيت إلى بيتي، فأقبلت أخاصمه وهو يضحك ثم قال: أنتم قد تعوّدتم أخلاق الأراذل ونشأتم في بلاد الكفر التي فيها السرقة والخيانة وهذا لا نعرفه ههنا، لو بقيت ثيابك مكانها إلى أن تبلى ما أخذها غيرك، ولو مضيت إلى المشرق والمغرب ثم عدت لوجدتها مكانها، فإنّا لا نعرف لصّا ولا فسادا ولا شيئا مما عندكم ولكن ربما لحقنا في السنين الكثيرة شيء من هذا فنعلم أنه من جهة غريب قد اجتاز بنا فنركب وراءه فلا يفوتنا فندركه ونقتله إما نتأول عليه بكفره وسعيه في الأرض بالفساد فنقتله أو نقطّعه كما نقطّع السّراق عندنا من المرفق فلا نرى شيئا من هذا، قال:

وسألت عن سيرة أهل البلد بعد ذلك فإذا الأمر على ما ذكره فإذا هم لا يغلقون أبوابهم بالليل وليس لأكثرهم أبواب وإنما شيء يردّ الوحش والكلاب.[9]

ترجمہ: ابو علی تنوخی کا کہنا ہے کہ مجھ سے ابوالحسن علی بن لطیف نے بیان کیا کہ میں ایک بار قصدار (خضدار) کے علاقے سے گزرا جو کہ سجستان اور مکران کے قریب واقع ہیں جس میں خوارج کا ایک خلیفہ رہتا ہے خضدار اس کا شہر اور رہائش کی جگہ ہے میں وہاں ایک گاؤں میں پہنچا اور بیمار تھا میں نے وہاں تربوز کے کھیت سے ایک تربوز خرید اکھاتے ہی مجھے بخار ہوا چنانچہ میں نے اس کھیت میں باقی ماندہ دن اور پوری رات گزاری اس دوران کسی نے مجھ سے کسی قسم کا تعارض نہ کیا اس سے پہلے اس گاؤں میں میرا جانا ہوا تھا جہاں میری ملاقات ایک بوڑھے درزی سے ایک مسجد میں ہوئی تھی میں نے اپنے کپڑوں کی گٹھڑی حفاظت کے لئے اس کے حوالہ کر دی درزی نے مجھ سے کہا: اسے مسجد کے محراب میں رکھ دو میں گٹھڑی محراب میں رکھ کر تربوز کے کھیت میں چلا گیا دوسرے دن جب میں واپس مسجد آیا تو دیکھا دروازہ کھلا ہے درزی موجود نہیں ہے اور کپڑوں کی گھڑی محراب میں موجود ہے جیسے باندھی ہوئی تھی ویسی تھی میں نے دل ہی دل میں کہا یہ کیسا جاہل درزی ہے میرے کپڑے چھوڑ کر چلا گیا ہے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ رات کو کپڑے اپنے ساتھ گھر لے گیا ہو گا اور پھر صبح واپس لا کر رکھ دیے ہوں گے میں نے گٹھڑی کھول کر اپنا سامان نکالنا شروع کیا اسی دوران درزی آ گیا میں نے کہا کیا تو میرے کپڑے یہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے؟ اس نے کہا کیوں کیا کوئی چیز گم ہو گئی ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا تمہارے پوچھنے کا کیا مقصد؟ میں نے کہا اس لیے میں نے پوچھا تھا کہ مجھے حقیقت معلوم ہو اس نے کہا میں کپڑوں کو رات یہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا اس پر میں اس سے الجھ پڑا وہ ہنس رہا تھا پھر اس نے کہا: "تم لوگوں نے گندی باتوں اور گرے ہوئے اخلاق کی عادت ڈال رکھی ہے، تمہاری نشو نما بلاد کفر میں ہوئی ہے جہاں چوری اور خیانت کی وباعام ہے، جب کہ ہم ان چیزوں سے واقف نہیں ہیں اگر تمہارے کپڑے یہاں پڑے پڑے پرانے ہو جاتے، تب بھی تمہارے سوا کوئی شخص ان کو ہاتھ نہ لگاتا، اگر تم مشرق و مغرب کا چکر لگا کر آتے تب بھی تمہارے کپڑے اسی محرب میں پڑے رہتے اور تمہیں اسی حالت میں مل جاتے ہم لوگ چوری اور فتنہ و فساد کو نہیں جانتے اور نہ ہی تمہارے یہاں کی طرح ہمارے ہاں برائیاں پائی جاتی ہے کئی سالوں کے بعد اگر کبھی اس قسم کی کوئی بات ہو جاتی ہے تو ہم اسے کسی اجنبی اور پردیسی کی حرکت سمجھتے ہیں اور اس کی تلاش میں لگ کر اسے پکڑ لیتے ہیں وہ ہم سے بھاگ نہیں سکتا پھر ہم اسے قتل کر کے اس کے جواز کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ وہ کافر تھا یا فساد فی الارض کا مرتکب ہوا تھا، یا ہم اس کے ہاتھ چور کے ہاتھ کی طرح کہنی سے کاٹ دیتے ہیں جو کہ ہمارے مسلک میں اس کی سزا ہے اسی وجہ سے ہمارے ملک میں آپ کو اس قسم کی برائی نہیں ملے گی" (ابوالحسن) کہتا ہے: اس کے بعد جب میں نے مختلف طریقوں سے خضدار کے لوگوں کے حالات معلوم کیے تو واقعی درزی کی بات درست نکلی میں نے دیکھا لوگ راتوں کو گھروں کے دروازے بند نہیں کرتے بلکہ اکثر گھروں کے دروازے سرے سے نہیں تھے صرف جانوروں اور کتوں سے حفاظت کی خاطر کوئی ترکیب کی ہوئی تھی۔

سلطان محمود غزنوی نے 416 ہجری میں ہندوستان پر حملہ کیا تو ہندو سندھ کے ان تمام آزاد ریاستوں کی خود مختیار مختاری ختم کر کے انہیں سلطنت غزنی کے تابع کر دیا لیکن عدالتی نظام شرعی نظام کے مطابق چلتا رہا 602 ہجری میں جب غزنوی سلاطین کی حکومت کا سورج غروب ہوا تو قطب الدین ایبک نے عنان حکومت سنبھال لی دہلی کو دارالخلافہ قرار دیا 689 ہجری میں اقتدار ایبک خاندان سے خلجی سید اور لودھی خاندان سے ہوتا ہوا 932 ہجری میں مغلوں کے پاس چلا گیا ان تمام حکومتوں میں نظام قضاء یکساں رائج رہا اسلامی عدالتی خود مختاری کے ساتھ شرعی قوانین پر عمل پیرا رہے 945 ہجری میں شیر شاہ سوری نے اقتدار پر قبضہ کیا 962 ہجری تک سوری خاندان کی حکومت رہی اس دور میں بھی نظام قضاء متاثر نہیں ہوا بلکہ قاضی القضاۃ یا قاضی الممالک کے ماتحت تمام مملکت میں نظام قضاء جاری رہا اس زمانے کے قاضیوں میں مشہور سیاح ابن بطوطہ بھی شامل ہیں انہوں نے بطور قاضی دہلی کا ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں:

مجھے وزیر نے قاضی بننے پر مجبور کیا۔ بادشاہ نے بوقت تقرری فرمایا: دہلی کی قضا کا عہدہ کوئی چھوٹا عہدہ نہیں ہے، ہم اسے بڑی اہمیت کا حامل ایک عہدہ سمجھتے ہیں۔ میں نے بادشاہ سے گزارش کی کہ جناب محترم! میں مالکی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں جب کہ دہلی کے باشندے حنفی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ علاقہ کی زبان سے ناواقف ہوں۔ بادشاہ نے فرمایا اس کا تدارک ہم نے کیا ہے کہ آپ کی نیابت میں بہاوالدین ملتانی اور کمالدین بجنوری کو مقرر کیا ہے جو آپ کو زبان سمجھائیں گے اور آپ سے مشورہ لیں گے، البتہ دستاویزات اور فیصلوں پر آپ ہی کی مہر ہوگی"۔([10])

ایک اور جگہ مسلمانان ہند کی دینی حمیت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں: "ہندوستان میں مسلمان شراب پینے کو سخت عیب سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو اسے اسی کوڑے لگائے جاتے ہیں اور تین دن تک اسے ایک تہہ خانہ میں بند کیا جاتا ہے"۔ ان تمام ادوار میں بلوچستان ہندوسندھ کا حصہ رہا۔(11)

ریاست قلات کا قیام اور نفاذ قضاء

1530 عیسوی میں قلات میں بلوچوں کی حکومت قائم ہوئی مگر آپس کے اختلاف اور خانہ جنگیوں کے باعث کوئی مستحکم حکومت نہ بن سکی، جس میں باقاعدہ عدلیہ وجود میں آجائے حدود نافذ ہو البتہ بحیثیت مسلمان بلوچ اپنے مسائل حل کروانے کے لئے خود شرع انور کی طرف رجوع کرتے۔ سب سے پہلے 1666ء میں خان احمد یار خان نے بلوچستان میں سرکاری طور پر نظام قضاء نافذ کیا جو بعد کے تمام بلوچ حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی درمیان میں انگریز مداخلت کی وجہ سے گو کہ یہ سلسلہ ذرا کمزور ہوا لیکن 1933 میں ایک اور خان احمد یار خان بلوچستان کے سیاسی افق پر طلوع ہوا جو اسم با مسمیٰ تھا انتہائی نیک سیرت اور بہادر انسان تھا انگریزی مداخلت کے باوجود بلوچستان میں مکمل شرعی نظام نافذ کرنے کے لئے کوشاں رہا۔ شریعت نافذ کرنے کے لئے ابتدائی طور پر کئی دفعات پر مشتمل فارسی میں حکم نامہ جاری فرمایا جو مندرجہ ذیل ہے:

"حکم عالی شد آنکہ سرکردگان وسائر مردمان ایلات براہوی جھلاوان وساکنان رودین جو، سوراب وگدر، مشکے ونال، وڈھ وخضدار، زیدی وکرخ و چکوو باغبانہ و زہری وپندران وغیرہ۔ بتو جہات خاطر عالی بودہ بدانند کہ درین وقت، فضلیت و بلاغت پناہ قاضی غلام محمد محتسب ورفعت نشان پنڈوخ چوبدار را برائے اجرائے امر معروف ونہی عن المنکر حکماو بدلات واستمالت اجراء می نمایند سعی باید کہ ہر احدے ایشان موجب ولدلت واسالت محتسب مزبور"۔(12)

1. سرور طنبور، ونے، وچنگ، ودف وغیرہ سرودہاوبدعت خانہ ہائے فقیراں وشادی وعروسی وسنت وشور۔
2. مردان وزنان در عروسی بازی ورقص نہ کنند۔
3. بنج وچرس وغیرہ مسکرات نہ خورند وزراعت بنج ہم نہ کنند۔
4. ضعیف ہا(زنان) روبرہنہ درباز ار وکوچہ ہانہ گردند۔
5. سیر وصحبت کہ جوانان جمع شدہ در تکیہ ہاوغیرہ جاءہا گوسفند کشتہ جشن می کنند۔
6. سودائے بریدہ کہ بیع سلم است بغیر ہفت شرط شریعت نہ کنند۔
7. مردان وزنان مسلمان درماتم ہاسر برہنہ نہ کردہ روئے وجان نہ خراشیدہ وخون نکردہ نوحہ نمایند۔
8. دردائرہ فقیران مسلمانان رانشستن نہ گزارند ومردہ مسلمانان زلف نہ گزارند۔

9 نماز جمعہ را استوار داشتہ در شہر ہا ناغہ نہ کنند و ہر کس بہ مسجد ہا نان پختہ ہر محلہ ملاہائے مساجد خود را بدہند و نماز ہا در اول وقت خواندہ بہ تنگ وقت نہ گزارند۔

10 مردان و زنان را تہمت ناحق بر زنامی دہند ہشتاد درہ بہ تہمت دہندہ زدہ بہ سختش باور نہ کنند۔ پسر و دختر را بے گناہ ایذا نہ رسانند۔[11]

11 شیخ ہا کہ بر سر بیمار بر دن نہ گزارند و بہ گفتہ ایشان باور نہ کنند۔

12 گوسفند بر سر قبرستان و سنگ آستانہ و کشتہ و روئے خونی فرزند عروسی و اسپ وغیرہ نہ کنند و گوشت آن حرام مطلق است۔

13 از مال زکوۃ چہل یک بدہند و زمین ہا کسے خراج نمی دہند "دہ یک" زکوۃ بدہند۔

14 مسلمانان و ہندوان را سوگر فتن نہ گزارند۔

تحرير فی التاريخ 25 جمادي الثاني 1159ھجرة النبوية [12]

ترجمہ: حکم شاہی کے ذریعہ تمام براہوی سربراہان و عوام الناس جھالاوان "بالخصوص رہائش کنندگان: رودین جو، سوراب، گدر، مشکے، نال، وڈھ، خضدار، زیدی، کرخ، وچکو، باغبانہ، زہری اور پندران وغیرہ" کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ محترم قاضی غلام محمد عرف عرف پنڈوخ چوبدار کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر جاری کرنے کے لیے آپ کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حکماً اور دلالتاً اور عملاً جاری کرتا رہے:

احکامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1 سرور طنبور، بانسری و چنگ اور ودف وغیرہ جو فقیروں کے بدعات میں سے ہیں شادی اور خوشی کے موقع پر ان چیزوں کے استعمال سے گریز کیا جائے۔

2 خواتین حضرات شادی کے موقع پر رقص کرنے سے اجتناب کریں۔

3 بھنگ، چرس اور دیگر نشہ آور اشیاء کا پینا منع ہے، بالخصوص بھنگ کی کاشت پر بھی پابندی ہے۔

4 بوڑھی عورتیں بازار اور گلی کوچوں میں چہرہ ڈھانپ کر نکلا کریں۔

5 سیر و تفریح کے وقت اور مقابر (مزارات) پر دنبہ کاٹ کر جشن منانا منع ہے۔

6 بیع السلم بغیر سات شرط پورے کئے ہوئے نہ کی جائے۔

7 مسلمان مرد اور عورتیں ماتم میں سر ننگا نہ کریں، سینہ کوبی اور نوحہ نہ کریں۔

8 جوگیوں کے محفل میں مسلمانوں کو بیٹھنے کی اجازت نہ دی جائے اور سر پر چوٹی نہ چھوڑیں۔

9 نماز جمعہ کو قائم کریں اور شہروں میں اس کا قیام یقینی ہو۔ تمام محلہ والے پکی ہوئی روٹی خود ائمہ مساجد کو پہنچایا کریں۔ نماز اول وقت میں پڑھا کریں آخر وقت کا انتظار نہ کریں۔

10 مرد عورتوں پر ناجائز تہمت زنا نہ لگائیں، تہمت لگانے کی صورت میں (80) اسی درے لگائے جائیں اور اس کی بات بھی نہ مانی جائے، بچے بچیوں کو ناحق تکلیف نا پہنچایا کریں۔

11 مجاوروں کے پاس بیماروں کو نا لے جایا جائے اور نا ہی ان کی کسی بات کا اعتبار کیا جائے۔

12 مزارات، آستانوں، نومولود اور نئی شادی شدہ کے لیے مخصوص شرکیہ طریقے پر دنبہ ذبح نہ کیا جائے اس کا گوشت مطلق حرام ہے۔

13 مال زکوۃ سے چالیسواں (40) حصہ اور وہ زمین جس پر خراج ادا نہیں کیا جاتا اس کا عشر دیں۔

14 مسلمان اور ہندو دونوں کے لئے سودی کاروبار منع ہے۔

اسی جدوجہد کی آخری کڑی علامہ شمس الحق افغانی کو دارالعلوم دیوبند سے بلاکر وزیر معارف متعین کرنا تھا، تاکہ اس کی سرپرستی میں مکمل نظام مصطفی ایک بار پھر بلوچستان کا مقدر بن جائے علامہ افغانی نے پوری جانفشانی سے اس عظیم مقصد کی تکمیل کیلئے جدوجہد شروع کی۔

قضاء سے متعلق متقدمین کی کتابوں کو کھنگالنا شروع کیا اور ان کا خلاصہ جدید اسلوب میں پیش کیا خصوصا قاضیوں کی تربیت اور فقہاء کی رہنمائی کے لیے متقدمین اور متاخرین کی مفصلات کو دفعات کی شکل میں ایک مختصر رسالہ کی شکل میں معین القضاء، والمفتیین کے نام سے جمع فرمایا جو درحقیقت چار مقالوں پر مشتمل یہ فقہی گلدستہ مصر کے نامور قاضی علی قراعہ کی کتاب" الاصول القضائية في المرفعات الشرعية " کے علاوہ درجنوں فقہی کتابوں کی دفعہ وار تلخیص ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

پہلا مقالہ احکام عدلیہ سے متعلق ہے جو چودہ ابواب پر مشتمل ہے پہلا باب ان کلیات پر مشتمل ہے جن پر اکثر مسائل قضاء کا مدار ہے۔ دوسرا باب دعوی اور اس کے متعلقات کے بیان میں۔ تیسرا باب گواہی کے بیان میں۔ چوتھا باب تعارض بینات میں۔ پانچواں باب اقرار کے بیان میں۔ چھٹا باب نقول کے بیان میں۔ ساتھواں باب حجج خطیہ اور قرینہ قاطعہ کے بیان میں۔ آٹھواں باب علم القاضی کے بیان میں۔ نواں باب وکالۃ بالخصومۃ کے بیان میں۔ دسواں باب صلح اور ابرا کے بیان میں۔ گیارواں باب تحکیم کے بیان میں۔ بارواں باب قضاء کے بیان میں۔ تیرواں باب تعزیر کے بیان میں اور چودھواں باب قید کے بیان میں۔

دوسرا مقالہ احکام مناکحات سے متعلق ہے جو چودہ فصلوں پر مشتمل ہے پہلی فصل نکاح کے بیان میں دوسری فصل محرمات کے بیان میں تیسری فصل ولی اور کفو کے بیان۔ چوتھی فصل مہر کے بیان میں۔ پانچویں فصل طلاق کے بیان میں۔ چھٹی فصل خلع کے بیان میں، ساتھویں فصل ل ایلا اور ظہار کے بیان میں۔ آٹھویں فصل لعان کے بیان میں، نویں فصل عنین کے بیان میں دسویں فصل عدت کے بیان میں گیارویں فصل حضانۃ کے بیان میں، بارہویں فصل ثبوت نسب کے بارے میں تیرویں فصل احکام تصفیہ کے بیان میں چوتھی فصل زوجہ مفقود، مجنون، مرتد اور غائب کے بیان میں۔

تیسرا مقالہ حدود کے بیان میں یہ مقالہ پانچ فصلوں پر مشتمل ہے پہلی فصل زنا کی حد اور ثبوت حد فی الزنا کے شرائط کے بیان میں، دوسری فصل حد قذف کے بیان میں، تیسری فصل شراب کے حد کے بارے میں، چوتھی فصل چوری کے حد کے بیان میں، پانچویں فصل حد سرقہ کبری کے بیان میں۔

چوتھا مقالہ مالیات کے بیان کے میں ہے جو تین ابواب پر مشتمل ہے پہلا باب شرکت کے بیان میں دوسرا باب وقف کے بیان میں تیسرا باب بیع کے بیان میں۔

حوالہ جات(References)

1. الحدید:۲۵:۵۷ *Al Hadeed 57:25*

2. الشيباني، أحمد بن محمد، مسند أحمد، دار العلم، ۱۹۹۴، رقم الحدیث:۲۴۳۷۹.

Al-Shaybani, Ahmad Ibn Muhammad, Musnad Ahmad, Dar . Al-Alam, 1994, Hadith number: 24379

3. الطرابلسي، علي بن خليل، معين الحكام فيمايتردد بين الخصمين من الأحكام ۲۰۰۰،، ۱: ۸

Al-Tarabulsi, Ali ibn Khalil, Moin al-Hakam fima yatrdat bin al-Khashmeen min al-Ahkam, 2000,1:8.

4 . الكاساني، أبو بكر بن مسعود، بدائع الصنائع، دار الكتب، ۷ :۴۰۳

Al-Kasani, Abu Bakr ibn Mas'ud, badaie sanaie , Dar al-Kitab,7: 403.

5 . البَلَاذُري، أحمد بن يحيى، فتوح البلدان، دار العلم، ۲ :۴۱۶.

Al-Balazuri, Ahmad ibn Yahya, Fatuh al-Baldan, Dar al-'Alam, 2:416.

6 . أيضاً

ibid

7 . السيوطي، جلال الدين، تحفة الكرام (بیروت، دار صادر، ۱۹۹۵ء) ۱۲۰

Al-Suyuti, Jalaluddin, Tuhfat Ul Kiram, Beirut, Dar Al-Sadr, 1995,120

8 . قاضی اطہر مبارک پوری خلافت امویہ اور ہندوستان:۳۰۴,

Qazi Athar Mubarak Puri, Khialfat ummaya or Hindustan,304

9 . شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله, معجم البلدان ۴ :۳۴۲

Shahab-ud-Din Abu Abdullah Yaqut bin Abdullah ,Majam Al-Baldan 4:342.

10 . ابو عبد اللہ محمد ابن بطوطہ، سفر نامہ ابن بطوطہ (ادارہ اسلامیات کراچی ۱۹۹۳ء)۱۱۵

Abu Abdullah Muhammad Ibn Battuta, Travelogue of Ibn Battuta, Institute of Islamic Studies Karachi 1993, 115

11 ایضاً:۴۵

ibid

12 میر احمد یار خان، تاریخ بلوچ قوم وخوانین بلوچ، (براہوئی اکیڈمی)،۴۶

Mir Ahmad Yar Khan, History of Baloch Nation and Khawanin Baloch, Brahui Academy.46